

ابوسعید سلفی

صفاتِ باری تعالیٰ اور سلف صالحین

علماءِ حق نے بالاتفاق توحید کی یہ تین قسمیں بیان کی ہیں :

① توحیدِ الوہیت

② توحیدِ ربوبیت

③ توحیدِ اسما و صفاتِ باری تعالیٰ

عقیدہ اسما و صفات، توحید کی اساس ہے۔ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ اور اس کی صفاتِ باکمال سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی عبادت اسی نوع پر منحصر ہے۔ جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی پہچان ہی نہ ہوگی، تو وہ بجا طور پر اس کی عبادت کیسے کرے گا؟ اللہ تعالیٰ کی معرفت تین طریقوں سے ہوتی ہے :

① اسماءِ حسنیٰ، یعنی اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں سے

② اللہ تعالیٰ کے افعال (کاموں) سے

③ اس کی صفاتِ جلیلہ سے

اہل حدیث صفاتِ باری تعالیٰ میں سلف صالحین اور ائمہ محدثین کے پیروکار ہیں۔

یہی اہل سنت کا شعار ہے، جیسا کہ:

✿ علامہ، ابو مظفر، سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (426-489ھ) فرماتے ہیں :

وَشِعَارُ أَهْلِ السُّنَّةِ اتِّبَاعُهُمُ السَّلَفَ الصَّالِحَ، وَتَرْكُهُمْ كُلَّ مَا هُوَ مُبْتَدَعٌ مُّحَدَّثٌ .

”سلف صالحین کی پیروی اور ہر بدعت اور نئے عقیدے کو ترک کر دینا ہی اہل

سنت کا شعار ہے۔“ (الحجة في بيان المحجة وشرح عقيدة أهل السنة

للمحافظ قوام السنة أبي القاسم الأصبهاني: 1/395)

✽ شیخ الاسلام، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) صفات باری تعالیٰ کے بارے میں سلف صالحین، یعنی صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَجَمَاعُ الْقَوْلِ فِي إثْبَاتِ الصِّفَاتِ؛ هُوَ الْقَوْلُ بِمَا كَانَ عَلَيْهِ سَلَفُ الْأُمَّةِ وَائْتِمَتُهَا، وَهُوَ أَنْ يُوصَفَ اللَّهُ بِمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ، وَبِمَا وَصَفَهُ بِهِ رَسُولُهُ، وَيُصَانُ ذَلِكَ عَنِ التَّخْرِيفِ وَالتَّمْثِيلِ وَالتَّكْيِيفِ وَالتَّعْطِيلِ؛ فَإِنَّ اللَّهَ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ؛ لَا فِي ذَاتِهِ، وَلَا فِي صِفَاتِهِ، وَلَا فِي أَعْمَالِهِ، فَمَنْ نَفَى صِفَاتِهِ؛ كَانَ مُعْطَلًا، وَمَنْ مَثَلَ صِفَاتِهِ بِصِفَاتِ مَخْلُوقَاتِهِ؛ كَانَ مُمَثِّلًا، وَالْوَاجِبُ إثْبَاتُ الصِّفَاتِ، وَنَفْيُ مُمَثَّلَاتِهَا لِصِفَاتِ الْمَخْلُوقَاتِ إِثْبَاتًا بِلَا تَشْبِيهِ، وَتَنْزِيهًا بِلَا تَعْطِيلٍ، كَمَا قَالَ تَعَالَى: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾، فَهَذَا رَدُّ عَلَى الْمُمَثِّلَةِ، ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ رَدُّ عَلَى الْمُعْطَلَةِ، فَالْمُثَّلُ يَعْبُدُ صَنَمًا، وَالْمُعْطَلُ يَعْبُدُ عَدَمًا.

”صفات باری تعالیٰ کے بارے میں اصل بات وہی ہے، جو سلف امت اور

ائمہ دین نے کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان اوصاف سے متصف کیا جائے، جن سے خود اس نے اپنے آپ کو یا اس کے رسول ﷺ نے متصف کیا ہے۔ نیز ان اوصاف کو تحریف (معنی بدلنے)، تمثیل (مثال بیان کرنے)، تکیف (کیفیت بیان کرنے) اور تعطیل (انکار کرنے) سے بچایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم مثل کوئی نہیں، نہ اس کی ذات میں نہ صفات میں اور نہ افعال میں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتا ہے، وہ مُعْطَل ہے اور جو اللہ کی صفات کو مخلوق کی صفات سے مثال دے کر بیان کرتا ہے، وہ مُثَل ہے۔ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ثابت کیا جائے اور اس کی صفات کے مخلوقات کی صفات سے مشابہ ہونے کی نفی کی جائے۔ یعنی صفات باری تعالیٰ کا اثبات بغیر تشبیہ کے ہو اور صفات مخلوقات سے مشابہت کی نفی بغیر انکار کے ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (اس کی مثل کوئی نہیں)، یہ الفاظ تشبیہ دینے والوں کا رد کرتے ہیں اور ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (وہ خوب سننے والا دیکھنے والا ہے)، یہ الفاظ صفات کا انکار کرنے والوں کے رد میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوقات کی صفات سے تشبیہ دینے والا بت کا پجاری ہے، جبکہ صفات باری تعالیٰ کا انکاری معدوم چیز کی پوجا کرتا ہے۔“

(مجموع الفتاویٰ: 515/6)

✽ علامہ ابن ابوالعز، حنفی رحمہ اللہ (731-792ھ) لکھتے ہیں:

اتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلَى أَنَّ اللَّهَ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ، لَا فِي ذَاتِهِ، وَلَا فِي صِفَاتِهِ، وَلَا فِي أَعْمَالِهِ، وَلَكِنْ لَفْظُ التَّشْبِيهِ قَدْ صَارَ فِي

كَلَامِ النَّاسِ لَفْظًا مُجْمَلًا؛ يُرَادُ بِهِ الْمَعْنَى الصَّحِيحُ، وَهُوَ مَا
 نَفَاهُ الْقُرْآنُ وَدَلَّ عَلَيْهِ الْعَقْلُ، مِنْ أَنَّ خَصَائِصَ الرَّبِّ تَعَالَى لَا
 يُوصَفُ بِهَا شَيْءٌ مِنَ الْمَخْلُوقَاتِ، وَلَا يَمِثْلُهُ شَيْءٌ مِنَ
 الْمَخْلُوقَاتِ فِي شَيْءٍ مِنَ صِفَاتِهِ: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾، رَدُّ
 عَلَى الْمُمَثِّلَةِ الْمُشَبَّهَةِ، ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشورى: 42 :
 11)، رَدُّ عَلَى الثَّفَاةِ الْمُعْطَلَةِ، فَمَنْ جَعَلَ صِفَاتِ الْخَالِقِ مِثْلَ
 صِفَاتِ الْمَخْلُوقِ، فَهُوَ الْمُشَبَّهُ الْمُبْطَلُ الْمَذْمُومُ، وَمَنْ جَعَلَ
 صِفَاتِ الْمَخْلُوقِ مِثْلَ صِفَاتِ الْخَالِقِ، فَهُوَ نَظِيرُ النَّصَارَى
 فِي كُفْرِهِمْ، وَيُرَادُ بِهِ أَنَّهُ لَا يَثْبُتُ لِلَّهِ شَيْءٌ مِنَ الصِّفَاتِ، فَلَا
 يُقَالُ: (لَهُ) قُدْرَةٌ، وَلَا عِلْمٌ، وَلَا حَيَاةٌ؛ لِأَنَّ الْعَبْدَ مَوْصُوفٌ بِهَذِهِ
 الصِّفَاتِ، وَلَا زِمُ هَذَا الْقَوْلِ أَنَّهُ لَا يُقَالُ لَهُ: حَيٌّ، عَلِيمٌ، قَدِيرٌ؛
 لِأَنَّ الْعَبْدَ يُسَمَّى بِهَذِهِ الْأَسْمَاءِ، وَكَذَلِكَ كَلَامُهُ وَسَمْعُهُ
 وَبَصَرُهُ، (وَإِرَادَتُهُ) وَغَيْرُ ذَلِكَ، وَهُمْ يُوَافِقُونَ أَهْلَ السُّنَّةِ عَلَى
 أَنَّهُ مَوْجُودٌ، عَلِيمٌ، قَدِيرٌ، حَيٌّ، وَالْمَخْلُوقُ يُقَالُ لَهُ: مَوْجُودٌ
 حَيٌّ، عَلِيمٌ، قَدِيرٌ، وَلَا يُقَالُ: هَذَا تَشْبِيهُ يَجِبُ نَفْيُهُ، وَهَذَا مِمَّا
 دَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَصَرِيحُ الْعَقْلِ، وَلَا يُخَالِفُ فِيهِ عَاقِلٌ.
 ”اہل سنت کا اس بات میں اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور افعال

میں کوئی اس کی مثل نہیں، لیکن لوگ تشبیہ کا لفظ مجمل استعمال کرتے ہیں، کبھی تو صحیح معنیٰ مراد لیا جاتا ہے، جیسے قرآن کریم نے فرمایا ہے اور عقل سلیم بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خصائص مخلوقات کے بارے میں بیان نہیں کیے جاسکتے اور کوئی بھی مخلوق کسی بھی صفت میں اللہ تعالیٰ کی مثل نہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (اس کی مثل کوئی چیز نہیں)۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوقات کی صفات سے تشبیہ اور تمثیل دینے والوں کا ردّ ہے، جبکہ ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوریٰ 42: 11) (اور وہ خوب سننے والا دیکھنے والا ہے)، اس میں صفات باری تعالیٰ کا انکار کرنے والوں کا ردّ ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوقات کی صفات کی طرح قرار دیتا ہے، وہ باطل پرست اور مذموم مشبہ ہے اور جو شخص مخلوق کی صفات کو خالق کی صفات جیسی کہتا ہے، وہ کفر میں نصاریٰ جیسا ہے۔ کچھ لوگ تشبیہ کی نفی کو غلط معنیٰ میں لیتے ہیں، ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی صفت ثابت نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے لیے قدرت، علم اور زندگی کی صفت بیان نہیں کی جاسکتی، ان کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ بندہ بھی ان صفات سے موصوف ہے۔ ان کی اس بات سے تو یہ لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کو زندہ، علم والا اور قدرت والا بھی نہ کہا جائے، کیونکہ بندوں کو ایسا نام دیا جاتا ہے۔ اسی طرح صفت کلام، سمع، بصر اور ارادہ وغیرہ کا معاملہ ہے۔ حالانکہ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کو موجود، زندہ اور قدرت والا کہنے میں اہل سنت کے ہمنوا ہیں۔ یہ ایسی تشبیہ نہیں جس کی نفی کرنا ضروری ہے۔ کتاب و سنت اور عقل سلیم سے یہی

بات معلوم ہوتی ہے۔“ (شرح العقيدة الطحاوية، ص: 137)

توحید صفات کے بارے میں سلف صالحین کا طریقہ :

آئیے اب دیکھتے ہیں کہ سلف صالحین صفاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں کیا طریقہ اختیار کرتے تھے:

✽ ولید بن مسلم دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م: 195ھ) بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ الْأَوْزَاعِيُّ، وَمَالِكٌ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَاللِّثْبُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ الَّتِي فِي التَّشْبِيهِ، فَقَالُوا: أَمَرُوهَا كَمَا جَاءَتْ، بِلَا كَيْفِيَّةٍ.

”امام اوزاعی، امام مالک، امام سفیان ثوری اور امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہم سے ان احادیث کے بارے میں پوچھا گیا، جو تشبیہ کے بارے میں ہیں، تو انہوں نے فرمایا: ان پر اسی طرح ایمان رکھو، جس طرح بیان ہوئی ہیں، کوئی کیفیت بیان نہ کرو۔“ (الأسماء والصفات للبيهقي: 935، الاعتقاد للبيهقي، ص: 116، السنن الكبرى للبيهقي: 2/3، التاريخ الكبير لابن أبي خيثمة: 9326، الشريعة للأجري، ص: 314، المعجم لابن المقرئ: 578، التمهيد لابن عبد البر: 149/7، وسنده صحيح)

✽ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ (م: 157ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ مَكْحُولٌ وَالزُّهْرِيُّ يَقُولَانِ: أَمَرُوا الْأَحَادِيثَ كَمَا جَاءَتْ.

”امام مکحول اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ (صفاتِ باری تعالیٰ) والی احادیث پر اسی طرح ایمان لاؤ، جس طرح ان میں بیان ہوتا ہے۔“

(الأسماء والصفات للبيهقي : 954، التاريخ الكبير لابن أبي خيثمة : 3383،

وسنده صحيح)

ایک وضاحت :

شیخ الاسلام، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) مذکورہ اقوال کی وضاحت کرتے

ہوئے فرماتے ہیں :

فَقَوْلُهُمْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ : أَمَرُوهَا كَمَا جَاءَتْ؛ رَدُّ عَلَى الْمُعْطَلَةِ، وَقَوْلُهُمْ : بِلَا كَيْفٍ؛ رَدُّ عَلَى الْمُمَثِّلَةِ، وَالزُّهْرِيُّ وَمَكْحُولٌ؛ هُمَا أَعْلَمُ التَّابِعِينَ فِي زَمَانِهِمْ، وَالْأَرْبَعَةُ الْبَاقُونَ أَيْمَّةُ الدُّنْيَا فِي عَصْرِ تَابِعِي التَّابِعِينَ، وَمِنْ طَبَقَتِهِمْ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَمثالُهُمَا، وَرَوَى أَبُو الْقَاسِمِ الْأَزْجِيُّ بِإِسْنَادِهِ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ : سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ، إِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ مَنْ يَدْفَعُ أَحَادِيثَ الصِّفَاتِ، يَقُولُ : قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ : سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَلَاةُ الْأَمْرِ بَعْدَهُ سُنًّا؛ الْأَخْذُ بِهَا تَصْدِيقٌ لِكِتَابِ اللَّهِ، وَاسْتِكْمَالٌ لِّطَاعَةِ اللَّهِ، وَقُوَّةٌ عَلَى دِينِ اللَّهِ، لَيْسَ لِأَحَدٍ مِّنْ خَلْقِ اللَّهِ تَعَالَى تَغْيِيرُهَا، وَلَا النَّظَرُ فِي شَيْءٍ خَالَفَهَا، مَنِ اهْتَدَى بِهَا؛ فَهُوَ مُهْتَدٍ، وَمَنِ اسْتَنْصَرَ بِهَا؛ فَهُوَ مَنْصُورٌ، وَمَنِ خَالَفَهَا؛ وَاتَّبَعَ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ؛ وَلَاَهُ اللَّهُ مَا تَوَلَّى،

وَأَصْلَاهُ جَهَنَّمَ، وَسَاءَتْ مَصِيرًا، وَرَوَى الْخَلَّالُ بِإِسْنَادٍ؛ كُلُّهُمْ
 أَيْمَةٌ ثِقَاتٌ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، قَالَ : سِئِلَ رَبِيعَةُ بْنُ أَبِي
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ قَوْلِهِ : ﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾
 كَيْفَ اسْتَوَى؟ قَالَ : الْإِسْتِوَاءُ غَيْرُ مَجْهُولٍ، وَالْكَيفُ غَيْرُ
 مَعْقُولٍ، وَمِنَ اللَّهِ الرِّسَالَةُ، وَعَلَى الرَّسُولِ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ،
 وَعَلَيْنَا التَّصَدِيقُ، وَهَذَا الْكَلَامُ مَرْوِيٌّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ؛
 تَلْمِيزُ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مِنْ غَيْرِ وَجْهِ؛ مِنْهَا : مَا
 رَوَاهُ أَبُو الشَّيْخِ الْأَصْبَهَانِيُّ وَأَبُو بَكْرِ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ
 يَحْيَى، قَالَ : كُنَّا عِنْدَ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ؛ فَجَاءَ رَجُلٌ، فَقَالَ : يَا أَبَا
 عَبْدِ اللَّهِ : ﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾، كَيْفَ اسْتَوَى؟
 فَأَطْرَقَ مَالِكٌ بِرَأْسِهِ، حَتَّى عَلَاهُ الرُّحْضَاءُ، ثُمَّ قَالَ : الْإِسْتِوَاءُ
 غَيْرُ مَجْهُولٍ، وَالْكَيفُ غَيْرُ مَعْقُولٍ، وَالْإِيمَانُ بِهِ وَاجِبٌ،
 وَالسُّؤَالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ، وَمَا أَرَاكَ إِلَّا مُبْتَدِعًا؛ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ أَنْ يُخْرَجَ،
 فَقَوْلُ رَبِيعَةَ وَمَالِكٍ : الْإِسْتِوَاءُ غَيْرُ مَجْهُولٍ، وَالْكَيفُ غَيْرُ
 مَعْقُولٍ، وَالْإِيمَانُ بِهِ وَاجِبٌ؛ مُوَافِقٌ لِقَوْلِ الْبَاقِينَ : أَمْرُهَا كَمَا
 جَاءَتْ، بِلَا كَيْفٍ، فَإِنَّمَا نَفَوْا عِلْمَ الْكَيْفِيَّةِ، وَلَمْ يَنْفُوا حَقِيقَةَ
 الصِّفَةِ، وَلَوْ كَانَ الْقَوْمُ قَدْ آمَنُوا بِاللَّفْظِ الْمُجَرَّدِ مِنْ غَيْرِ فَهَمَّ

لَمَعْنَاهُ، عَلَى مَا يَلِيقُ بِاللَّهِ، لَمَا قَالُوا: الْإِسْتِوَاءُ غَيْرُ مَجْهُولٍ،
وَالْكِيفُ غَيْرُ مَعْقُولٍ، وَلَمَا قَالُوا: أَمْرُهَا كَمَا جَاءَتْ، بِلَا
كَيْفٍ، فَإِنَّ الْإِسْتِوَاءَ حِينَئِذٍ لَا يَكُونُ مَعْلُومًا، بَلْ مَجْهُولًا،
بِمَنْزِلَةِ حُرُوفِ الْمُعْجَمِ، وَأَيْضًا: فَإِنَّهُ لَا يَحْتَاجُ إِلَى نَفْيِ عِلْمِ
الْكَيْفِيَّةِ، إِذَا لَمْ يُفْهَمْ عَنِ اللَّفْظِ مَعْنَى؛ وَإِنَّمَا يَحْتَاجُ إِلَى نَفْيِ
عِلْمِ الْكَيْفِيَّةِ، إِذَا أُثْبِتَتِ الصِّفَاتُ، وَأَيْضًا: فَإِنَّ مَنْ يَنْفِي
الصِّفَاتِ الْخَبَرِيَّةِ، أَوِ الصِّفَاتِ مُطْلَقًا؛ لَا يَحْتَاجُ إِلَى أَنْ يَقُولَ:
بِلَا كَيْفٍ، فَمَنْ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ عَلَى الْعَرْشِ؛ لَا يَحْتَاجُ أَنْ
يَقُولَ بِلَا كَيْفٍ، فَلَوْ كَانَ مَذْهَبُ السَّلَفِ نَفْيَ الصِّفَاتِ فِي
نَفْسِ الْأَمْرِ؛ لَمَا قَالُوا: بِلَا كَيْفٍ، وَأَيْضًا فَقَوْلُهُمْ: أَمْرُهَا كَمَا
جَاءَتْ يَفْتَضِي إِبْقَاءَ دَلَالَتِهَا عَلَى مَا هِيَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهَا جَاءَتْ
أَلْفَاظٌ دَالَّةٌ عَلَى مَعَانٍ؛ فَلَوْ كَانَتْ دَلَالَتُهَا مُنْتَفِيَةً؛ لَكَانَ
الْوَاجِبُ أَنْ يُقَالَ: أَمَرُوا لَفْظَهَا مَعَ اعْتِقَادِ أَنَّ الْمَفْهُومَ مِنْهَا غَيْرُ
مُرَادٍ؛ أَوْ أَمَرُوا لَفْظَهَا مَعَ اعْتِقَادِ أَنَّ اللَّهَ لَا يُوصَفُ بِمَا دَلَّتْ
عَلَيْهِ حَقِيقَةً، وَحِينَئِذٍ فَلَا تَكُونُ قَدْ أُمِرَتْ كَمَا جَاءَتْ، وَلَا
يُقَالُ حِينَئِذٍ: بِلَا كَيْفٍ؛ إِذْ نَفْيُ الْكَيْفِ عَمَّا لَيْسَ بِثَابِتٍ؛ لَعَوُّ
مِّنَ الْقَوْلِ.

”ان اسلاف کا کہنا کہ احادیثِ صفات جیسے وارد ہوئی ہیں، ویسے ہی ان پر ایمان لاؤ، یہ معتزلہ (جو صفات کا انکار کرتے ہیں) کا ردّ ہے اور ان کا کہنا کہ بغیر کیفیت کے، مُمَثِّلہ (جو صفاتِ باری تعالیٰ کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دیتے ہیں) کا ردّ ہے۔ امام زہری اور امام مکحول رحمہما اللہ دونوں اپنے زمانے میں تابعین کے سب سے بڑے عالم تھے، جبکہ باقی چار دور تبع تابعین میں دنیا کے امام تھے۔ اسی طبقے میں حماد بن زید اور حماد بن سلمہ رحمہما اللہ جیسے لوگ بھی شامل ہیں۔ ابو القاسم ازجی رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ مطرف بن عبد اللہ سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: جب امام مالک بن انس رحمہ اللہ کے پاس ان لوگوں کا ذکر ہوتا، جو صفاتِ باری تعالیٰ والی احادیث کو ردّ کرتے ہیں، تو میں نے ان کو فرماتے سنا: امام عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد خلفاء راشدین نے کئی طریقے مقرر کیے ہیں۔ ان طریقوں پر عمل پیرا ہونا قرآن کریم کی تصدیق، اطاعتِ الہی کی تکمیل اور اللہ کے دین پر مضبوطی کا ذریعہ ہے۔ کسی کے لیے بھی ان طریقوں میں تبدیلی کرنا یا ان کے مخالف طریقے پر غور کرنا جائز نہیں۔ جو شخص ان طریقوں کو اپنائے گا، ہدایت پا جائے گا، جو ان کے ذریعے مدد کا طالب ہوگا، اس کی مدد کی جائے گی اور جو ان طریقوں کی مخالفت کر کے مؤمنوں کے راستے کے علاوہ کسی اور راستے کی پیروی کرے گا، اسے اللہ تعالیٰ اس کے حال پر چھوڑ دے گا اور جہنم میں ڈال دے گا، جو کہ بُرا ٹھکانہ ہے۔ امام خلیل رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ، جس کے سارے راوی ثقہ امام ہیں، امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ امام

ربیعہ بن ابوعبدالرحمن سے اس فرمانِ باری تعالیٰ کے بارے میں پوچھا گیا:

﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾ (رحمن عرش پر مستوی ہوا) کہ وہ کیسے مستوی ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا: استوا معلوم ہے، لیکن اس کی کیفیت ہماری سمجھ میں آنے والی نہیں، اللہ تعالیٰ نے پیغام پہنچایا، رسول اللہ ﷺ پر اس پیغام کی واضح تبلیغ لازم تھی اور ہمارے لیے اس کی تصدیق کرنا فرض ہے۔

یہی بات امام ربیعہ بن ابوعبدالرحمن کے شاگرد امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے کئی سندوں کے ساتھ مروی ہے۔ ایک سند امام ابو شیخ اصہبانی اور امام ابو بکر بیہقی رحمہما اللہ نے یحییٰ بن یحییٰ سے بیان کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں: ہم امام مالک بن انس رحمہ اللہ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ابو عبداللہ! رحمٰن عرش پر کیسے مستوی ہوا؟ اس پر امام مالک رحمہ اللہ نے اپنا سر جھکا لیا، حتیٰ کہ پسینے سے شرابور ہو گئے، پھر سر اٹھایا اور فرمایا: استویٰ تو معلوم ہے، لیکن اس کی کیفیت ہماری سمجھ سے باہر ہے، البتہ اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کی کیفیت کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔ مجھے تو تم بدعتی ہی لگتے ہو۔ پھر امام صاحب نے اسے اپنے ہاں سے نکلنے کا حکم دیا۔ امام ربیعہ اور امام مالک رحمہما اللہ کا قول کہ استویٰ معلوم ہے، کیفیت سمجھ میں نہیں آنے والی اور اس پر ایمان لانا فرض ہے، یہ باقی اسلاف کے اس قول کے بالکل مطابق ہے کہ احادیثِ صفات کو بغیر کیفیت بیان کیے اسی طرح تسلیم کرو، جس طرح وہ وارد ہوئی ہیں۔ انہوں نے کیفیت کا علم ہونے کی نفی کی ہے، حقیقتِ صفت کی نفی نہیں کی۔ اگر اسلاف امت اللہ کے شایانِ شان معنی سمجھے بغیر

صرف لفظ استویٰ پر ایمان لائے ہوتے، تو انہیں یہ کہنے کی ضرورت نہ پڑتی کہ استویٰ معلوم ہے، اس کی کیفیت سمجھ میں آنے والی نہیں، نہ ہی وہ یہ کہتے کہ احادیثِ صفات پر اسی طرح ایمان لاؤ، جس طرح وہ وارد ہوئی ہیں، کیونکہ اس صورت میں تو استویٰ معلوم نہیں ہونا تھا، بلکہ حروفِ معجم کی طرح مجہول ہی ہونا تھا۔ نیز جب کسی لفظ سے معنی سمجھ میں ہی نہ آ رہا ہو، تو کیفیت کے علم کی نفی کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ کیفیت کے علم کی نفی اسی وقت ضروری ہوتی ہے، جب صفاتِ باری تعالیٰ کا اثبات کیا جائے۔ جو شخص صفاتِ خبریہ یا ساری صفات کا انکار کرتا ہے، اسے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ بلا کیفیت ایمان لایا جائے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا عرش پر نہیں مانتا، اسے یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ استویٰ کو بغیر کیفیت کے تسلیم کیا جائے۔ اگر سلفِ صالحین کا مذہب درحقیقت انکارِ صفاتِ باری تعالیٰ ہوتا، تو وہ بغیر کیفیت کی قید نہ لگاتے۔ نیز اسلاف کا کہنا کہ احادیثِ صفات کو اسی طرح تسلیم کرو، جس طرح وہ وارد ہوئی ہیں، یہ تقاضا کرتا ہے کہ ان نصوص کو اسی طرح باقی رکھا جائے، کیونکہ ان میں جو الفاظ آئے ہیں، وہ مخصوص معانی پر دلالت کرتے ہیں، اگر ان کی دلالت کا انکار کرنا مقصود ہوتا، تو ضروری طور پر یہ کہا جاتا کہ ان کے الفاظ کو تسلیم کرو اور یہ اعتقاد بھی رکھو کہ ان کا مفہوم مراد نہیں ہے۔ یا یہ کہا جاتا کہ ان نصوص کے الفاظ کو تسلیم کرو، لیکن یہ عقیدہ بھی رکھو کہ ان الفاظ کی حقیقی دلالت سے اللہ تعالیٰ موصوف نہیں۔ اس صورت میں نصوص پر اسی طرح ایمان لانا ممکن ہی نہیں تھا، جس طرح وہ وارد ہوئی ہیں، نہ ہی اس وقت بغیر کیفیت

کی قید لگانا ممکن تھا، کیونکہ جو چیز ثابت ہی نہیں، اس کی کیفیت کی نفی کرنا لغو

بات ہے۔“ (مجموع الفتاویٰ: 41/5-42)

✽ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے شاگرد رشید، شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، علامہ ابن

قیم رحمہ اللہ (691-751ھ) فرماتے ہیں:

وَمُرَادُ السَّلَفِ بِقَوْلِهِمْ : بِلَا كَيْفٍ؛ هُوَ نَفْيُ التَّأْوِيلِ، فَإِنَّهُ
التَّكْيِيفُ الَّذِي يَزْعُمُهُ أَهْلُ التَّأْوِيلِ، فَإِنَّهُمْ هُمُ الَّذِينَ يُشْتَبُونَ
كَيْفِيَّةً تُخَالِفُ الْحَقِيقَةَ، فَيَقْعُونَ فِي ثَلَاثَةِ مَحَاضِيرَ : نَفْيِ
الْحَقِيقَةِ، وَإِثْبَاتِ التَّكْيِيفِ بِالتَّأْوِيلِ، وَتَعْطِيلِ الرَّبِّ تَعَالَى
عَنْ صِفَتِهِ الَّتِي أَثْبَتَهَا لِنَفْسِهِ، وَأَمَّا أَهْلُ الْإِثْبَاتِ؛ فَلَيْسَ أَحَدٌ
مِنْهُمْ يُكَيِّفُ مَا أَثْبَتَهُ اللَّهُ تَعَالَى لِنَفْسِهِ، وَيَقُولُ : كَيْفِيَّةٌ كَذَا
وَكَذَا، حَتَّى يَكُونَ قَوْلُ السَّلَفِ : بِلَا كَيْفٍ، رَدًّا عَلَيْهِ، وَإِنَّمَا
رَدُّوْا عَلَى أَهْلِ التَّأْوِيلِ الَّذِي يَتَضَمَّنُ التَّحْرِيفَ وَالتَّعْطِيلَ،
تَحْرِيفَ اللَّفْظِ وَتَعْطِيلَ مَعْنَاهُ.

”سلف صالحین نے جو یہ کہا ہے کہ ’بغیر کیفیت کے‘، اس سے ان کی مراد
صفاتِ باری تعالیٰ میں تاویل کی نفی کرنا ہے۔ اسے ہی اہل تاویل تکلیف سمجھتے
ہیں۔ یہ لوگ ایسی کیفیت کا اثبات کرتے ہیں جو حقیقت کے مخالف ہوتی
ہے، چنانچہ تین خرابیوں میں واقع ہو جاتے ہیں: ① حقیقت کی نفی، ②
تاویل کے ذریعے کیفیت کا اثبات اور ③ رب تعالیٰ کی اس صفت کا انکار،

جسے اس نے خود اپنے لیے ثابت کیا ہے۔ رہے اہل اثبات، تو ان میں سے کوئی بھی اس صفت کی کیفیت بیان نہیں کرتا، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ثابت کی ہے کہ اس پر سلف کا 'بغیر کیفیت کے' والا قول رد کرے۔ ان لوگوں نے تو اہل تاویل کا رد کیا ہے، جو لفظی تحریف بھی کرتے ہیں اور معنوی تعطیل بھی۔" (اجتماع الجيوش الإسلامية، ص: 73)

علامہ موصوف مزید فرماتے ہیں:

إِنَّ الْعَقْلَ قَدْ يَسَسَ مِنْ تَعَرُّفِ كُنْهِ الصِّفَةِ وَكَيْفِيَّتِهَا، فَإِنَّهُ لَا يَعْلَمُ كَيْفَ اللَّهِ إِلَّا اللَّهَ، وَهَذَا مَعْنَى قَوْلِ السَّلَفِ: بِلَا كَيْفٍ، أَيْ بِلَا كَيْفٍ يَعْقِلُهُ الْبَشَرُ، فَإِنَّ مَنْ لَا تُعْلَمُ حَقِيقَةُ ذَاتِهِ وَمَاهِيَّتُهُ، كَيْفَ تُعْرِفُ كَيْفِيَّةَ نُعُوتِهِ وَصِفَاتِهِ؟ وَلَا يَقْدَحُ ذَلِكَ فِي الْإِيمَانِ بِهَا، وَمَعْرِفَةِ مَعَانِيهَا، فَالْكَيْفِيَّةُ وَرَاءَ ذَلِكَ، كَمَا أَنَّا نَعْرِفُ مَعَانِي مَا أَخْبَرَ اللَّهُ بِهِ مِنْ حَقَائِقِ مَا فِي الْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلَا نَعْرِفُ حَقِيقَةَ كَيْفِيَّتِهِ، مَعَ قُرْبِ مَا بَيْنَ الْمَخْلُوقِ وَالْمَخْلُوقِ، فَعَجْزُنَا عَنْ مَعْرِفَةِ كَيْفِيَّةِ الْخَالِقِ وَصِفَاتِهِ؛ أَعْظَمُ وَأَعْظَمُ، فَكَيْفَ يَطْمَعُ الْعَقْلُ الْمَخْلُوقُ الْمَحْصُورُ الْمَحْدُودُ فِي مَعْرِفَةِ كَيْفِيَّةٍ مَنْ لَهُ الْكَمَالُ كُلُّهُ، وَالْجَمَالُ كُلُّهُ، وَالْعِلْمُ كُلُّهُ، وَالْقُدْرَةُ كُلُّهَا، وَالْعِظَمَةُ كُلُّهَا، وَالْكِبْرِيَاءُ كُلُّهَا؟ مَنْ لَوْ كَشَفَ الْحِجَابُ عَنْ وَجْهِهِ؛ لَأَخْرَقَتْ سَبْحَاتُهُ السَّمَاوَاتِ

وَالْأَرْضَ وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَهُمَا، وَمَا وَرَاءَ ذَلِكَ؟ الَّذِي يَقْبِضُ
سَمَاوَاتِهِ بِيَدِهِ، فَتَغِيبُ كَمَا تَغِيبُ الْخَرْدَلَةُ فِي كَفِّ أَحَدِنَا،
الَّذِي نِسْبَةُ عُلُومِ الْخَلَائِقِ كُلِّهَا إِلَى عِلْمِهِ؛ أَقَلُّ مِنْ نِسْبَةِ نَقْرَةٍ
عُصْفُورٍ مِنْ بَحَارِ الْعِلْمِ الَّذِي لَوْ أَنَّ الْبَحْرَ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ
سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَدَّادٌ، وَأَشْجَارَ الْأَرْضِ مِنْ حِينِ خُلِقَتْ إِلَى قِيَامِ
السَّاعَةِ أَقْلَامٌ؛ لَفَنِي الْمِدَادُ وَفَنِيَتِ الْأَقْلَامُ، وَلَمْ تَنْفَدْ كَلِمَاتُهُ،
الَّذِي لَوْ أَنَّ الْخَلْقَ مِنْ أَوَّلِ الدُّنْيَا إِلَى آخِرِهَا؛ إِنْسَهُمْ وَجَنَّهُمْ،
وَنَاطِقَهُمْ وَأَعْجَمَهُمْ جُعِلُوا صَفًّا وَاحِدًا؛ مَا أَحَاطُوا بِهِ
سُبْحَانَهُ، الَّذِي يَضَعُ السَّمَاوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ مِنْ أَصَابِعِهِ،
وَالْأَرْضَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْجِبَالَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْأَشْجَارَ عَلَى
إِصْبَعٍ، ثُمَّ يَهْزُهُنَّ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، فَقَاتَلَ اللَّهُ الْجَهْمِيَّةَ
وَالْمُعْطَلَةَ، أَيْنَ التَّشْبِيهُ هَاهُنَا؟ وَأَيْنَ التَّمْثِيلُ؟ لَقَدْ اضمَحَلَّ
هَاهُنَا كُلُّ مَوْجُودٍ سِوَاهُ، فَضْلًا عَنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ مَا يُمَانِلُهُ فِي
ذَلِكَ الْكَمَالِ، وَيُشَابِهُهُ فِيهِ، فَسُبْحَانَ مَنْ حَجَبَ عُقُولَ هَؤُلَاءِ
عَنْ مَعْرِفَتِهِ، وَوَلَّاهَا مَا تَوَلَّتْ مِنْ وَقُوفِهَا مَعَ الْأَلْفَاظِ الَّتِي لَا
حُرْمَةَ لَهَا، وَالْمَعَانِي الَّتِي لَا حَقَائِقَ لَهَا، وَلَمَّا فَهِمَتْ هَذِهِ
الطَّائِفَةُ مِنَ الصِّفَاتِ الْإِلَهِيَّةِ مَا تَفْهَمُهُ مِنْ صِفَاتِ الْمَخْلُوقِينَ؛

فَرَرْتُ إِلَىٰ إِنْكَارِ حَقَائِقِهَا، وَابْتِغَاءِ تَحْرِيفِهَا، وَسَمَتُهُ تَأْوِيلًا،
فَشَبَّهْتُ أَوَّلًا، وَعَطَّلْتُ ثَانِيًا، وَأَسَاءْتُ الظَّنَّ بِرَبِّهَا، وَبِكِتَابِهِ،
وَبِنَبِيِّهِ، وَبِاتِّبَاعِهِ .

”بلاشبہ عقل صفاتِ باری تعالیٰ کی حقیقت و کیفیت کو پہچاننے سے مایوس ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کیسا ہے؟ یہ صرف اللہ تعالیٰ خود ہی جانتا ہے۔ یہی مراد سلف صالحین کے اس قول کی ہے کہ صفاتِ باری تعالیٰ کو بغیر کیفیت کے تسلیم کیا جائے، یعنی بغیر ایسی کیفیت کے جسے بشری عقل سمجھ سکے۔ بھلا جس کی ذات و ماہیت کی حقیقت معلوم نہ ہو سکے، اس کی نعوت و صفات کی کیفیت کیسے معلوم ہو سکتی ہے؟ لیکن کیفیت کو نہ سمجھ پانا صفات پر ایمان اور ان کے معانی کی معرفت میں رکاوٹ نہیں بنتا، کیونکہ کیفیت ایک الگ چیز ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ آخرت کے حقائق کے معانی سمجھتے ہیں، لیکن ان کی کیفیت نہیں سمجھتے، حالانکہ ہم بھی مخلوق ہیں اور وہ حالات بھی مخلوق ہوں گے، لہذا خالق کی صفات کی کیفیت کو سمجھنا تو اس سے بھی بہت بہت مشکل ہے۔ ایک مخلوق، ناقص اور محدود عقل اس ذات کی کیفیت کو سمجھنے کی کوشش کیسے کر سکتی ہے، جس کے پاس سارا کمال، سارا جمال، سارا علم، ساری قدرت، ساری عظمت اور ساری کبریائی ہے۔ وہ ذات کہ اگر اس کے چہرے سے پردہ ہٹ جائے، تو اس کی چمک آسمانوں، زمین، ان دونوں میں پائی جانے والی چیزوں، ان کے درمیان میں رہنے والی مخلوقات اور اس کے علاوہ بھی ہر چیز کو جلا دے۔ وہ ذات کہ اپنے آسمانوں کو

اپنے ہاتھ میں لے، تو وہ یوں غائب ہو جائیں، جس طرح رائی کا دانہ ہم میں سے کسی کی ہتھیلی میں غائب ہو جاتا ہے۔ وہ ذات جس کے علوم کے مقابلے میں مخلوق کے علوم کی نسبت اتنی بھی نہیں، جتنی علم کے سمندروں کے مقابلے میں کسی چڑیا کی چونچ میں آنے والی علمی بوند کی ہو سکتی ہے۔ وہ ذات کہ اگر سمندر سیاہی بن جائے اور اس کے ساتھ سات سمندر اور بھی، نیز زمین کے درخت، جب سے پیدا ہوئے ہیں، اس وقت سے قیامت تک کے تمام درخت قلمیں بن جائیں، پھر سیاہی ختم ہو جائے اور قلمیں گھس جائیں، تو بھی اس کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ وہ ذات کہ اگر دنیا کے آغاز سے لے کر اختتام تک کی تمام مخلوق، جن ہو یا انسان، ناطق ہو یا غیر ناطق، ایک صف میں کھڑی ہو جائے، تو بھی اس کی پاک ذات کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ وہ ذات جو تمام آسمانوں کو ایک انگلی، تمام زمین کو ایک انگلی، تمام پہاڑوں کو ایک انگلی اور تمام درختوں کو ایک انگلی پر رکھ کر ہلائے گی، پھر فرمائے گی: میں ہی بادشاہ ہوں۔ ان جہمیوں اور معطلہ کو اللہ تعالیٰ غارت کرے، کہاں ہے تشبیہ و تمثیل؟ اس مقام پر تو اس کے سوا ہر ذات کمزور پڑ جاتی ہے، چہ جائیکہ اس کمال میں وہ اس کے مشابہ و مماثل ہو۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت سے ان گمراہوں کی عقول کو محروم رکھا اور ان کو ایسے الفاظ و معانی کے ساتھ چمٹے رہنے دیا، جن کی کوئی وقعت و حقیقت نہیں۔ جب اس فرقے نے صفات باری تعالیٰ کو بھی ویسے سمجھا، جیسے مخلوق کی صفات کو سمجھتے ہیں، تو ان کی حقیقت کا انکار اور ان میں تحریف کرنے لگے اور اپنے اس عمل کو تاویل کا نام دے دیا۔ چنانچہ

انہوں نے پہلے تشبیہ دی، پھر تعطیل (انکار) کی۔ یوں اپنے رب، اس کی کتاب، اس کے نبی ﷺ اور ان کے پیروکاروں کے ساتھ سوء ظن رکھا۔“

(مدارج السالکین : 3-359-360)

ایک اعتراض کا جواب :

امام، توام السنہ، اسماعیل بن حجر، اصہبانی رحمہ اللہ (م: 535ھ) لکھتے ہیں :

قَالَ مَكْحُولٌ وَالزَّهْرِيُّ: أَمَرُوا هَذِهِ الْأَحَادِيثَ كَمَا جَاءَتْ، فَإِنْ قِيلَ: كَيْفَ يَصْحُحُ الْإِيمَانُ بِمَا لَا نُحِيطُ عِلْمًا بِحَقِيقَتِهِ؟ قِيلَ: إِنَّ إِيْمَانَنَا صَحِيحٌ بِحَقِّ مَنْ كُفِّلْنَاهُ، وَعِلْمُنَا مُحِيطٌ بِالْأَمْرِ الَّذِي أُلْزِمْنَاهُ، وَإِنْ لَمْ نَعْرِفْ مَا تَحْتَهَا حَقِيقَةُ كَيْفِيَّتِهِ، وَقَدْ أَمَرْنَا بِأَنْ نُؤْمِنَ بِمَلَائِكَةِ اللَّهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَبِالْجَنَّةِ وَنَعِيمِهَا، وَبِالنَّارِ وَعَذَابِهَا، وَمَعْلُومٌ أَنَّا لَا نُحِيطُ عِلْمًا بِكُلِّ شَيْءٍ مِنْهَا عَلَى التَّفْصِيلِ، وَإِنَّمَا كُفِّلْنَاهُ الْإِيمَانُ بِهَا جُمْلَةً.

”امام مکحول اور امام زہری رحمہما اللہ نے کہا ہے کہ احادیث صفات باری تعالیٰ کو اسی طرح تسلیم کر لو، جس طرح وہ وارد ہوئی ہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جس چیز کی حقیقت ہی ہمارے علم میں نہ آئے، اس پر ہمارا ایمان کیسے درست ہو گا؟ اس کا جواب یہ ہو گا کہ اگر حقیقت و کیفیت معلوم نہ بھی ہو، تو ہمارا ایمان اس چیز کے بارے میں صحیح ہو گا، جس کا ہمیں مکلف بنایا گیا ہے اور ہمارا علم اس امر کے بارے میں مکمل ہو گا، جسے ہم پر لازم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہمیں

اللہ تعالیٰ کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت، جنت اور ان کی نعمتوں اور جہنم اور اس کے عذابوں پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن ہم تفصیلی طور پر ہر چیز کا مکمل علم نہیں رکھتے۔ ہمیں صرف ان چیزوں پر اجمالی ایمان رکھنے کا حکم ہے۔“ (الحجۃ فی بیان المحجۃ: 1/190)

معلوم ہوا کہ سلف صالحین کی اس عبارت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ صفات کے معانی میں ”تفویض“ (اللہ کے سپرد کرنے) کے قائل تھے، بلکہ اسلاف امت کا معلوم و مشہور مذہب یہی ہے کہ وہ صفات کی کیفیت میں بحث نہیں کرتے تھے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ سلف صالحین صفات کے معانی میں تفویض کرتے تھے، شیخ الاسلام، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) نے ان کا رد یوں فرمایا ہے:

فَمَا يُمْكِنُ لِأَحَدٍ قَطُّ أَنْ يَنْقُلَ عَنْ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ مَا يَدُلُّ، لَا نَصًّا وَلَا ظَاهِرًا، أَنَّهُمْ كَانُوا يَعْتَقِدُونَ أَنَّ اللَّهَ لَيْسَ فَوْقَ الْعَرْشِ، وَلَا أَنَّ اللَّهَ لَيْسَ لَهُ سَمْعٌ وَبَصَرٌ وَيَدٌ حَقِيقَةً.

”کسی کے لیے ہرگز یہ ممکن نہیں کہ سلف میں سے کسی ایک سے بھی ایسی کوئی بھی بات نقل کرے کہ وہ اللہ کے عرش پر نہ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوں یا اللہ تعالیٰ کی صفت سمع، صفت بصر اور صفت ید کے حقیقی ہونے کے انکاری ہوں۔“

(الفتاویٰ الحمویۃ، ص: 111)

تنبیہ بلیغ :

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (107-198ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَا وَصَفَ اللَّهُ مِنْ نَفْسِهِ فِي كِتَابِهِ، فَتَفْسِيرُهُ تِلَاوَتُهُ،

وَالسُّكُوتُ عَلَيْهِ .

”ہر وہ صفت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں قرآن کریم میں بیان کی ہے، اس کی تفسیر یہی ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے اور اس کے بارے میں سکوت اختیار کیا جائے۔“ (الاعتقاد والہدایۃ إلى سبیل الرشاد علی مذهب السلف وأصحاب الحديث للبيهقي، ص: 118)

اس قول کی شرح میں امام بیہقی رحمہ اللہ (384-458ھ) فرماتے ہیں:

وَأِنَّمَا أَرَادَ بِهِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ، فِيمَا تَفْسِيرُهُ يُؤَدِّي إِلَى تَكْيِيفٍ، وَتَكْيِيفُهُ يَقْتَضِي تَشْبِيهًا لَهُ بِخَلْقِهِ فِي أَوْصَافِ الْحَدَثِ .

”امام سفیان رحمہ اللہ کی مراد ایسی تفسیر سے اجتناب ہے، جو کیفیت کے بیان کی طرف لے جائے اور کیفیت کے بیان سے مخلوق کی صفات کے ساتھ حادث ہونے میں مشابہت لازم آتی ہے۔“ (الاعتقاد، ص: 118، وفي نسخة: 123)

❀ امام نعیم بن حماد خزاعی رحمہ اللہ (م 170ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ شَبَّهَ اللَّهَ بِشَيْءٍ مِّنْ خَلْقِهِ؛ فَقَدْ كَفَرَ، وَمَنْ أَنْكَرَ مَا وَصَفَ اللَّهُ بِهِ نَفْسَهُ وَرَسُولَهُ؛ فَقَدْ كَفَرَ، وَلَيْسَ فِيمَا وَصَفَ اللَّهُ بِهِ نَفْسَهُ وَرَسُولَهُ تَشْبِيهٌ .

”جو اللہ تعالیٰ کو کسی مخلوق سے تشبیہ دیتا ہے، وہ کافر ہے اور جو اللہ کی ان صفات کا انکار کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے خود اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہیں، وہ بھی کافر ہے۔ جو صفات اللہ تعالیٰ نے خود یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہیں، ان سے تشبیہ لازم نہیں آتی۔“

(تاریخ دمشق لابن عساکر: 163/62، وسندہ صحیح)

✽ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (673-748ھ) اس قول کی تشریح میں لکھتے ہیں:

هَذَا الْكَلَامُ حَقٌّ، نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ التَّشْبِيهِ، وَمِنْ إِنْكَارِ أَحَادِيثِ
الْصِّفَاتِ، فَمَا يُنْكَرُ الثَّابِتَ مِنْهَا مَنْ فَقَهُ، وَإِنَّمَا بَعْدَ الْإِيمَانِ
بِهَا هُنَا مَقَامَانِ؛ مَذْمُومٌ تَأْوِيلُهَا وَصَرَفُهَا عَنْ مَوْضُوعِ
الْخِطَابِ، فَمَا أَوَّلَهَا السَّلَفُ، وَلَا حَرَّفُوا أَلْفَاظَهَا عَنْ
مَوَاضِعِهَا، بَلْ آمَنُوا بِهَا، وَأَمَرُوا بِهَا كَمَا جَاءَتْ.

الْمَقَامُ الثَّانِي: الْمُبَالَغَةُ فِي اثْبَاتِهَا، وَتَصَوُّرُهَا مِنْ جِنْسِ
صِفَاتِ الْبَشَرِ، وَتَشْكُلُهَا فِي الذِّهْنِ، فَهَذَا جَهْلٌ وَضَلَالٌ، إِنَّمَا
الْصِّفَةُ تَابِعَةٌ لِلْمَوْصُوفِ، فَإِذَا كَانَ الْمَوْصُوفُ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ
نَرَهُ، وَلَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ عَاينَهُ، مَعَ قَوْلٍ لَنَا فِي تَنْزِيلِ: ﴿لَيْسَ
كَمِثْلُهُ شَيْءٌ﴾، فَكَيْفَ بَقِيَ لِأَدْهَانِنَا مَجَالَ فِي اثْبَاتِ كَيْفِيَّةِ
الْبَارِي، تَعَالَى اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ، فَكَذَلِكَ صِفَاتُهُ الْمُقَدَّسَةُ، نُقِرُّ
بِهَا، وَنَعْتَقِدُ أَنَّهَا حَقٌّ، وَلَا نُمِثِّلُهَا أَصْلًا، وَلَا نَتَشَكَّلُهَا.

”یہ کلام صحیح ہے۔ ہم تشبیہ اور انکارِ صفات، دونوں چیزوں سے اللہ کی پناہ چاہتے
ہیں۔ کوئی عقل و شعور والا شخص ثابت شدہ صفاتِ باری تعالیٰ کا انکار نہیں کر
سکتا۔ البتہ صفات پر ایمان کے بعد دو چیزیں اہم ہیں؛ ایک تو ان کی تاویل
کرنا اور ان کو معنی مراد سے پھیر دینا ناجائز ہے۔ سلف صالحین نے نہ ان میں

تاویل کی، نہ الفاظ کو ان کی جگہوں سے ہٹایا، بلکہ ان پر ایمان لائے اور جس طرح وارد ہوئی تھیں، ان کو تسلیم کیا۔ دوسری اہم چیز یہ ہے کہ صفاتِ باری تعالیٰ کے اثبات میں مبالغہ، ان کو بشری صفات کی طرح خیال کرنا اور ذہن میں ان کی شکل و صورت بنانا بھی جہالت و گمراہی ہے۔ صفت اپنے موصوف کے تابع ہوتی ہے۔ جب موصوف، یعنی اللہ تعالیٰ کو ہم نے نہیں دیکھا، نہ کسی نے ہمیں بتایا کہ اس نے اللہ کو دیکھا ہے، نیز قرآن کریم نے یہ بھی بتا دیا کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں، تو اللہ تعالیٰ کی کیفیت کے اثبات کے لیے ہمارے اذہان کے پاس کیسے گنجائش ہوگی؟ یہی معاملہ اس کی صفاتِ مقدسہ کا ہے کہ ہم ان کا اقرار کرتے ہیں، ان کے حق ہونے کا اعتقاد بھی رکھتے ہیں، لیکن نہ ان کی مثال بیان کرتے ہیں نہ ذہن میں ان کی شکل و صورت بناتے ہیں۔“

(سیر أعلام النبلاء : 610-611)

✽ حافظ ابن کثیرؒ (701-774ھ) فرماتے ہیں:

فَلِلنَّاسِ فِي هَذَا الْمَقَامِ مَقَالَاتٌ كَثِيرَةٌ جَدًّا، لَيْسَ هَذَا مَوْضِعُ بَسْطِهَا، وَإِنَّمَا نَسْلُكُ فِي هَذَا الْمَقَامِ مَذْهَبَ السَّلَفِ الصَّالِحِ؛ مَالِكٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ، وَالثَّوْرِيِّ، وَاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ بْنَ رَاهَوِيَّةٍ، وَغَيْرِهِمْ مِّنْ أَيْمَةِ الْمُسْلِمِينَ، قَدِيمًا وَحَدِيثًا، وَهُوَ إِمْرَارُهَا كَمَا جَاءَتْ، مِنْ غَيْرِ تَكْيِيفٍ، وَلَا تَشْبِيهِ، وَلَا تَعْطِيلٍ، وَالظَّاهِرُ الْمُتَبَادَرُ إِلَى أَذْهَانِ الْمُشَبِّهِينَ مَنَفِيُّ عَنِ اللَّهِ لَا يُشَبِّهُهُ شَيْءٌ مِّنْ خَلْقِهِ، وَلَيْسَ

كَمِثْلِهِ شَيْءٌ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ، بَلِ الْأَمْرُ كَمَا قَالَ الْأَيْمَةُ؛ مِنْهُمْ نُعَيْمُ بْنُ حَمَادٍ الْخُزَاعِيُّ؛ شَيْخُ الْبُخَارِيِّ، قَالَ: مَنْ شَبَّهَ اللَّهَ بِخَلْقِهِ؛ كَفَرَ، وَمَنْ جَحَدَ مَا وَصَفَ اللَّهُ بِهِ نَفْسَهُ؛ فَقَدْ كَفَرَ، وَلَيْسَ فِيمَا وَصَفَ اللَّهُ بِهِ نَفْسَهُ وَلَا رَسُولُهُ تَشْبِيهٌ، فَمَنْ أَثَبَّتَ لِلَّهِ تَعَالَى مَا وَرَدَتْ بِهِ الْآيَاتُ الصَّرِيحَةُ وَالْأَخْبَارُ الصَّحِيحَةُ، عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي يَلِيقُ بِجَلَالِ اللَّهِ، وَنَفَى عَنِ اللَّهِ تَعَالَى النِّقَاطِصَ؛ فَقَدْ سَلَكَ سَبِيلَ الْهُدَى.

”صفاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں لوگوں کے کئی اقوال ہیں، جنہیں تفصیلی بیان کرنے کا یہ موقع نہیں۔ ہم تو اس سلسلے میں سلف صالحین، مثلاً؛ امام مالک، امام اوزاعی، امام ثوری، امام لیث بن سعد، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ اور دیگر متقدمین و متاخرین ائمہ مسلمین کے مذہب پر چلتے ہیں۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ صفاتِ باری تعالیٰ کو اسی طرح تسلیم کیا جائے، جس طرح وہ بیان ہوئی ہیں۔ نہ ان کی کوئی کیفیت بیان کی جائے، نہ انہیں مخلوقات کی صفات سے تشبیہ دی جائے اور نہ ان کا انکار کیا جائے۔ جو چیز تشبیہ دینے والے لوگوں کے ذہنوں میں جلدی سے آتی ہے، اس سے اللہ تعالیٰ پاک ہے، کوئی مخلوق اس کے مشابہ نہیں۔ اس کی مثل کوئی چیز نہیں، البتہ وہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ صفات کے معاملے میں قولِ فیصل، تو امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذِ نعیم بن حماد رحمہ اللہ سمیت دیگر ائمہ کرام کی یہ بات ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق سے مشابہت دے، وہ بھی کافر، جو اللہ تعالیٰ کی اس

صفت کا انکار کرے اور جو خود اس نے یا اس کے رسول ﷺ نے بیان کی ہے، وہ بھی کافر ہے۔ جو صفت خود اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول ﷺ نے بیان کی ہے، اس میں تشبیہ کا کوئی امکان نہیں۔ لہذا جو لوگ صریح آیات اور صحیح احادیث میں وارد ہونے والی صفات باری تعالیٰ پر اسی طرح ایمان لائیں، جیسے وہ اس کی شایانِ شان ہیں اور ذاتِ باری تعالیٰ سے نقائص کی نفی کریں، وہی شاہراہِ ہدایت کے راہی ہیں۔“ (تفسیر ابن کثیر: 3/383، ط العلمیہ)

❀ اہل بدعت نے جب اعتراض کیا کہ صفات کے بارے میں اہل حدیث سلف صالحین کے نظریے پر عمل پیرا نہیں، تو اس کا جواب دیتے ہوئے علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (541-620ھ) لکھتے ہیں:

وَهَذَا كَذِبٌ وَفَرِيَةٌ، وَقَوْلُ مَنْ لَا حَيَاءَ لَهُ وَلَا دِينَ، فَلْيُخْبِرْنَا أَيَّ شَيْءٍ أَحَدَثْنَاهُ، وَأَيَّ مَقَالَةٍ خَالَفْنَا فِيهَا أَسْلَافَنَا، فَإِنْ قَالَ: تَرَكْتُمْ تَأْوِيلَ الْآيَاتِ وَالْأَخْبَارِ الْوَارِدَةِ فِي الصِّفَاتِ، وَادَّعَى أَنَّ السَّلَفَ تَأَوَّلُوهَا، وَفَسَّرُوهَا؛ فَقَدْ أَفَكَ، وَافْتَرَى، وَجَاءَ بِالطَّامَةِ الْكُبْرَى، فَإِنَّهُ لَا خِلَافَ فِي أَنَّ مَذْهَبَ السَّلَفِ الْإِفْرَارُ وَالتَّسْلِيمُ وَتَرْكُ التَّعَرُّضِ لِلتَّأْوِيلِ وَالتَّمْثِيلِ، ثُمَّ إِنَّ الْأَصْلَ عَدَمُ تَأْوِيلِهِمْ، فَمَنْ ادَّعَى أَنَّهُمْ تَأَوَّلُوهَا؛ فَلْيَأْتِ بِرُهَانٍ عَلَى قَوْلِهِ، وَهَذَا لَا سَبِيلَ إِلَى مَعْرِفَتِهِ إِلَّا بِالنَّقْلِ وَالرِّوَايَةِ، فَلْيَنْقُلْ لَنَا ذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ عَنْ

صَحَابَتِهِ، أَوْ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ التَّابِعِينَ، أَوِ الْأَئِمَّةِ الْمُرَضِّيِّينَ، ثُمَّ
الْمُدَّعِي لِذَلِكَ مِنْ أَهْلِ الْكَلَامِ، وَهُمْ أَجْهَلُ النَّاسِ بِالْأَثَارِ،
وَأَقْلَهُمْ عِلْمًا بِالْأَخْبَارِ، وَأَتْرَكُهُمْ لِلنَّقْلِ، فَمِنْ أَيْنَ لَهُمْ عِلْمٌ
بِهَذِهِ، وَمَنْ نَقَلَ مِنْهُمْ شَيْئًا؛ لَمْ يُقْبَلْ نَقْلُهُ، وَلَا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ،
وَأِنَّمَا لَهُمْ الْوَضْعُ، وَالْكَذِبُ، وَزُورُ الْكَلَامِ، وَلَا خِلَافَ بَيْنَ
أَهْلِ النَّقْلِ سُنِّيهِمْ وَبِدْعِيهِمْ فِي أَنَّ مَذْهَبَ السَّلَفِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمْ فِي صِفَاتِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى الْإِقْرَارُ بِهَا، وَالْإِمْرَارُ
لَهَا، وَالتَّسْلِيمُ لِقَائِلِهَا، وَتَرَكُ التَّعَرُّضَ لِتَفْسِيرِهَا، بِذَلِكَ
جَاءَتِ الْأَخْبَارُ عَنْهُمْ مُجْمَلَةً.

”یہ جھوٹ اور افترا ہے اور حیا و دین سے عاری شخص کا الزام ہے۔ وہ ہمیں
کوئی ایک ایسی چیز بتائیں، جو ہم نے خود بنائی ہے یا کوئی ایک ایسی بات،
جس میں ہم نے اپنے اسلاف کی مخالفت کی ہے۔ اگر وہ کہے کہ تم صفات
باری تعالیٰ پر مشتمل آیات و احادیث میں تاویل نہیں کرتے، جبکہ سلف ان کی
تاویل و تفسیر کرتے تھے، تو ایسا شخص جھوٹ، افترا اور بہت بڑا بہتان باندھ رہا
ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں کہ سلف کا مذہب صفات کے اقرار اور
ان میں تاویل و تمثیل نہ کرنے کا تھا۔ پھر اصل تو عدم تاویل ہے، لہذا جو شخص
دعویٰ کرتا ہے کہ سلف تاویل کرتے تھے، وہ اپنی بات پر کوئی دلیل پیش کرے۔
سلف کا موقف صرف نقل و روایت سے ثابت ہو سکتا ہے، چنانچہ وہ ہمیں

رسول اللہ ﷺ، کسی صحابی، کسی تابعی یا کسی ثقہ امام سے ایسی بات پیش کر دے۔ ایسے دعوے اہل کلام کرتے ہیں، جو آثار کے حوالے سے سب سے بڑھ کر جاہل، احادیث کے بارے میں سب سے کم علم اور روایت کو سب سے زیادہ چھوڑنے والے ہیں۔ انہیں ان چیزوں کا کیا علم؟ جو لوگ سلف سے ایسی بات نقل کرتے ہیں، ان کی روایت قبول ہی نہیں ہوتی، نہ وہ قابل التفات ہوتے ہیں۔ یہ لوگ تو جھوٹ، طوفان اور دروغ گوئی کے ماہر ہیں۔ اہل نقل، اہل سنت ہوں یا اہل بدعت، سب اس بات پر متفق ہیں کہ سلف صالحین صفات باری تعالیٰ کے بارے میں یہی مذہب رکھتے تھے کہ انہیں ثابت کیا جائے، جیسے بیان ہوئی ہیں، اسی طرح ان پر ایمان لایا جائے، صفات کے قائل کو تسلیم کیا جائے اور ان کی تفسیر (کیفیت) میں نہ پڑا جائے۔ سلف صالحین سے اسی طرح کے مجمل آثار ملتے ہیں۔“

(تحریم النظر فی کتب الکلام: 10-11)

الحاصل :

سلف صالحین صفات باری تعالیٰ کو اسی طرح ثابت کرتے تھے، جس طرح قرآن کریم اور صحیح احادیث میں ان کا بیان ہوا ہے۔ وہ کسی صفت الہی کا انکار نہیں کرتے تھے، نہ ہی کسی صفت کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دیتے تھے۔

سلف اللہ تعالیٰ کی صفات کے معانی پر ایمان رکھتے تھے، اس میں تفویض کے قائل نہیں تھے، بلکہ صفات کی کیفیت و ہیئت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے علم کے سپرد کرتے تھے۔

